آپ جو چاہیں دیں مجھے نام

سیّد ریاض حسین شاہ

آپ جو چاہیں دیں مجھے نام

خطبات

(23)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گوشہ نشینی کی میٹھی جیل نغمہ گری کی ریاضت سے قریب کر دیتی ہے۔ وطن سے محبت روایت ہی نہیں جان لیوا نشہ ہے جو میٹھی خوشبو سونگھا کر واصلِ موت بنا دیتا ہے۔ ایک محبِ وطن شخص خود کو مجبوریوں کی رسیوں میں جب جکڑا محسوس کرتا ہے وہ زندہ مقبور ہو جاتا ہے۔ اپنے وطن میں تو اب محسوس یہ ہونے لگ گیا ہے کہ ہر بے کس، مجبور، مقہور روزی کے لیے ترسنے والا مزدور وطن کی مٹی کو چہرے اور ہاتھوں پہ مل کر بغاوتوں کا امام بننا چاہتا ہے، اب تو شعر و شاعری کا خون ''بھوک'' نچوڑ رہی ہے اور نغمے ترانے روشنی سے محروم ہو رہے ہیں۔ مذہبی گرو وہاں جا پہنچے ہیں کہ لوگ دھرم کو وشواش اور فریب سمجھنے لگ گئے۔ اربابِ کلیسا کی سیاست برقعے اور نقاب نوچ کر خونی سیاست کے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ سوچنے والے سوچ سے محروم ہیں اور سعی و کاوش والے ٹھنڈے کمروں کے دلدادہ بن چکے ہیں۔

کون کسی کو سمجھائے بقول ساحرؔ

کیا جانیں تیری اُمت کس حال کو پہنچے گی
بڑھتی چلی جاتی ہے تعداد اماموں کی
وہ لوگ جنہیں کل تک دعویٰ تھا رفاقت کا
تذلیل پہ اترے ہیں، اپنوں ہی کے ناموں کی

عصرِ رواں میں مدینہ کی فلاحی ریاست کا بڑا شہرہ ہے۔ سچی بات یہ ہے جو شخص نسیمِ مدینہ کے معطیٔ حیات ہونے پر یقین نہ رکھے وہ بدقسمت ہی تو ہوتا ہے لیکن جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

زندگیوں کے سمندر موجزن کیے وہ شعور کی یہ گہرائی رکھتے تھے کہ کائنات میں ثبات و دوام صرف منفعت بخش نظام سے عبارت ہے۔ ہر وہ کوشش، ہر وہ اقدام اور ہر وہ اہتمام دریائی جھاگ کی طرح مٹ جائے گا جس میں انتقام ہوگا، فریب ہوگا اور وہ صداقت سے محروم ہوگا۔ انسانی اور ایمانی سطح پر کم از کم اسلام کا یہ اٹل اصول ہے کہ انسانی منفعت کے مفاد میں بقا اور استحکام کی دولت میسر آتی ہے۔

مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ

''جو لوگوں کو فائدہ دے زمین میں دیر تک بقا کی دولت پاتا ہے''۔

(سورۃ الرعد: 17)

دنیا میں تبدیلی کی سوچ اچھی سوچ ہے لیکن اس بات کو قلب و روح میں اچھی طرح اتار لیا جائے کہ مدینہ کی فلاحی ریاست صرف میکانکی نظام نہیں دیتی بلکہ اپنے دامنِ فکر میں وہ اعتقادی، عملی اور روحانی سرمایہ رکھتی ہے جس کا ادراک اس ریاست پر عقیدہ رکھنے والوں کے باطن کو روشن کر دیتا ہے۔ یہ کوئی انقلاب نہیں ہوتا جو اعتمادِ نفسی کو کچل کر ایک گندی تہذیب کے روبرو کر دے جہاں تک ہم اس ریاست کی باطنیت کا ادراک کر سکے ہیں، اس میں صرف ظاہری اسباب کی تجمیع کافی نہیں تھی اصل تبدیلی داخلی تھی، نفسیاتی تھی، روحانی تھی اور اخلاقی تھی جس کی بنیاد پر کی جانے والی کوششیں اس وقت کی دنیا سے لے کر آج تک مقناطیسیت رکھتی ہیں۔

قرآن مجید کی یہ آیت کیا چونکا نہیں دیتی:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

''بے شک جب تک کوئی قوم اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتی اس کی انقلابی کوششیں بارآور نہیں ہو سکتیں''۔ (سورۃ الرعد: 11)

دنیا میں جتنے بھی عشاقِ رسول ہیں ان کی محبتِ رسول بے سند اور بے حوالہ نہیں لیکن اس

سے پہلے بڑے بڑے عبقری اپنے مخصوص مفادات کے لیے اسلام کا نام استعمال کر چکے ہیں، دین کی طاقت کا تازیانہ لہرا چکے ہیں۔ بڑے بڑے تیمور اس دنیا میں تسخیری طیارے اُڑا چکے ہیں اب عشقِ رسول کی دنیا اگر آپ پُرکشش بنا کر خود یا اپنے وطن کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس طاقت کی سیمابیت سے انکار نہیں کرتے لیکن تاریخ کا غیر محتاط مطالعہ، نبوی حکومت کے شعائر کا غلط استعمال، ذاتی ادراکات میں غیر عملی اور غیر روحانی بلکہ مصنوعیت بھری روش قومی نقصانات کا باعث ہوسکتی ہے۔ اگر آپ اپنی سوچ میں بھی سنجیدہ نہ ہوئے اور قوم کو قوم نہ سمجھا اور کسی اور کی باغیانہ تاریخ کا چونا اپنی عمارت میں بے جا استعمال کیا تو ایک بات قطعی ذہن میں رکھ لیں کہ یاجوج ماجوج سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور مغربی قارون بھی مسلمانوں کے لیے کسی سخاوت کی فکر اپنا نہیں سکتے۔ کام اور تبدیلی کا زور دروں (Momentum) یا مادی محنتوں کا سلسلہ کچھ وقت کے لیے "چلا چلاؤ" کا رقص کرتا رہے گا لیکن تھوڑا دور جا کر رُک جائے گا اور وہ لمحہ بہت خطرناک ہوگا۔ کوشش کریں کہ بے کار، گندے اور مصنوعی لوگوں سے کام لینے کی بجائے باصلاحیت اور لائق لوگوں سے کام لیں جو اللہ سے بھی قریب ہوں مدد کرنے والا اللہ ہے وہی حیُ قیوم ہے۔

قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ لیں:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ

"ایسا نہیں ہوسکتا کہ تیرا رب آبادیوں کو ظلم کے ساتھ ہلاک کر دے جبکہ ان میں رہنے والے باصلاحیت صالحین ہوں"۔ (سورۂ ھود: 117)

فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۟

"تو کیا فاسقین کے سوا کوئی اور ہلاک ہوسکتا ہے"۔ (سورۃ الاحقاف: 35)

چھینا جھپٹی مسائل کے حل کا طبل مسرت نہیں بجا سکتی "تعمیرِ ملت" کے منشور پر شعور، قربانی، انسان دوستی کی تحریکات رنگ لا سکتی ہیں۔ عطار کے بیٹے کس قدر سادہ دل ہیں کہ گندے جوہڑ

کے پانی سے اپنے پسرِ ایمان کو غسل دینا چاہتے ہیں ۔اس وقت مسلمانوں کا سارا سرمایہ تو یہودیوں کے ہاتھ میں محصور ہے۔ وہ اس کو ''حرم ایمان'' کی سلطنت میں کیسے خرچ ہونے دے سکتے ہیں؟ میں اپنے وطن کے قائدین کے پاؤں چھو کر ہی عرض کر سکتا ہوں کہ مجھے اگر ہمارے پڑوسی ملک کی کسی سرحد پر چھوٹی سی بھی ریاست اسرائیلی مفاد میں قائم کر دی گئی خواہ اس کا نام کوئی بھی ہو وہ مسلمانوں کے حق میں ہرگز بہتر نہ ہوگا۔ وہ وقت آنے سے پہلے خود کو مضبوط کر لیں اور استحکام کا کوئی سریع النتیجہ منشور اپنا ئیں ایسا منشور جو مادر گیتی پر ایک اور اسرائیل ہونے سے دنیا کو بچالے۔

یہ بات درست ہے کہ جدید دنیا میں معاش کا مسئلہ اہمیت اختیار کر گیا ہے اور نئی ریاستوں میں نئی منصوبہ بندیاں دعویٰ رکھتی ہیں کہ انسان معاشی حیوان ہے۔ اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ انسان ایک ذہنی، اخلاقی اور روحانی وجود بھی رکھتا ہے۔ کوئی ایسا نظام، کوشش یا اقدام خواہ کتنی ہی مخلصانہ ہو اگر ایک ہی ضرورت کو اہمیت دے اور دوسرے پہلوؤں کو گھٹائے یا نظر انداز کرے تو وہ دیر پا نہیں ہو سکتا۔

کتاب المجاذیب میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ ایسا جنوں اور اندھا عشق جو کثیر التعداد انسانوں کے غم اور غصہ میں اضافہ کر دے وہ ردِ عمل کی شدت سے اچھی کوشش کو بھی عبث کر دیتا ہے۔ اس بات کو کیوں نہیں تسلیم کیا جا رہا کہ انتہا پسندی اگر عوام اور مذہبی لوگوں میں ہو تو وہ بربادیوں کو جنم دیتی ہے اور یہ چیز اگر حکومتوں اور اداروں میں آجائے تو وہ ایٹم بم سے زیادہ مہلک ہو جاتی ہے۔

ایک مجنون خاندان جب اپنی کشتی کے چار ملاح مقرر کر سب کو بے جہت کشتی چلانے کی آرزو کا پابند بنا دے تو کشتی بے چاری کیا کرے گی اور کسی معصوم خاندان کی آرزو کی تکمیل کیسے کرے گی؟ امریکہ، چین، روس اور برصغیر پاک و ہند سب کا ماضی، حال، تاریخ اور مفادات اپنے اپنے ہیں، سب کو ہم اپنا پیشوا نہیں بنا سکتے اور سب کی تہذیب کو اپنا روڈ میپ بھی نہیں بنا

سکتے۔ شاید بطخ کے انڈوں سے مرغی بچے نکال کر دے سکتی ہے لیکن سانپ کے انڈوں سے شاہین پیدا نہیں کیے جا سکتے۔ ہماری قومی بدقسمتی ہے کہ گزشتہ چند سالوں سے جنسی انارکی، ملی بے اعتدالی، بے معنیٰ تعصبات اور پائمال اخلاقیات کے علمبرداروں کو ہم طاقت دے رہے ہیں۔

اب تو سوچیں اس ڈگر پر تیزی سے دوڑنے لگ گئی ہیں:

جو خود بڑھ کر اُٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

مدینہ کی فلاحی ریاست کسی کو ننگا نہیں کرتی، کسی کو پائمال نہیں کرتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست میں تو عیسائی حاتم کے بیٹے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر بچھا دیتے تھے اور فرماتے تھے:

"جب تمہارے پاس کوئی باوقار شخص آئے تو اس کو عزت دو"۔

اسلام زندہ باد

پاکستان پائندہ باد

ارضِ وطن سدا مہکتی رہے

اور اس کی زُلفوں پر فطرت

ہمیشہ عنبر فشانی کرتی رہے